فتح المبین ۱۳۰۱
تنبیہ الوہابیین
مولوی محمد منصور علی
النوریۃ الرضویۃ پبلشنگ کمپنی
لاہور پاکستان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نام کتاب	فتح المبین تنبیہ الوہابیین
مؤلف	مولوی محمد منصور علی
طباعت اوّل	شعبان المعظم ۱۴۳۴ھ جون 2013ء
ناشرین	محمد مصطفیٰ اشرف قادری رضوی
	محمد مختار اشرف قادری رضوی
باہتمام	حاجی محفوظ احمد قادری رضوی مصطفوی

دار النور
اهل السنۃ والجماعۃ

یطلب من
دار النور
دُکان نمبر 4 مرکز الاویس دربار مارکیٹ، لاہور۔ پاکستان
042-37247702
0300-8539972
0314-4979792

النوریۃ الرضویہ پبلشنگ کمپنی
لاہور پاکستان

فتح المبین تنبیہ الوہابیین ۱۳۰۱ھ

مع ضمیمہ

فتح المبین تنبیہ الوہابین تصنیف: محمد منصور علیؒ۔ جب یہ کتاب سنہ ۱۳۰۱ھ میں چار برس کی کوشش کے بعد چھپکر جلوہ ظہور میں آئی تو بسببِ کثرت تقاریر و مواہیر علماء مشاہیر کے ایسی قبولیت پائی کہ مقلدوں نے ہاتھوں ہاتھ خرید لی بلکہ غیر مقلدوں نے بھی خریدی، جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ اکثروں نے ترکِ تقلید سے توبہ کی۔ آج تک دُنیا میں کوئی دین کی کتاب اسقدر کثرتِ تقاریظ و مواہیر کے ساتھ دیکھنے میں نہیں آئی جنکی تعداد ۴۶۶ تک پہونچ گئی اور درحقیقت سمجھو تو ان عُلماء دین اور مفتیانِ شرح متین کی عمدہ عمدہ تحریریں اور چیدہ چیدہ تقریریں مقلدوں کے احقاقِ حق اور غیر مقلدوں کے ابطالِ باطل میں بجائے خود عموماً اہلِ اسلام کے واسطے یہ ایک کتاب مستند ہے اور خصوصاً مقلدوں کے لئے ایک مجموعہ قابل الشد ہے۔ جو ہزاروں روپے صرف کرنے سے بھی تمام دُنیا کے عُلماء اور فضلاء کا ایسا مُہری فتاویٰ میسّر نہیں ہوسکتا۔ اور پھر اس مجموعہ میں رسالہ **دبوس المقلدین** جواب الجواب **قوس المحققین** بھی کئی جُز کا بدلائل روشن واجوبۂ دندان شکن زیادہ کیا گیا اور بعد اس رسالہ ہدایت مقالہ کے **تنبیہ الاسی علیٰ تشنیع الاناسی** پر کتاب کا اختتام ہوا جسمیں حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ کو تابع الدرایۃ فاقد الروایۃ قلیل العربیہ کہنے والوں کو مدلّل اور مسکت جواب دیا۔

ادارہ نوریہ رضویہ نے اس نایاب کتاب کو مکمل شائع کیا ہے۔ دوسرے اداروں نے زمانہ قدیم کے بڑے بڑے عُلماء کرام کی تقاریظ اور انکے ساتھ جو مفید مضامین تھے وہ نکال کر کتاب کو نصف طبع کر دیا تھا۔

النوریۃ الرضویہ پبلشنگ کمپنی

مقدمۂ ضروری الملاحظہ

فتح المبین مطبوع سابق مین جو وعدہ کیا گیا تھا کہ طبع بار دوم مین اس فہرست کے مضامین کا ہندسہ ظفر المبین مطبوع بار دوم ۱۲۹۸؁ کی ترتیب مضامین کے موافق بنا دیا جائیگا اور بعض مسائل و دلائل بھی بحسب ضرورت بڑھا دیے جائینگے پس بفضلہ تعالیٰ اس مرتبہ ایفای وعدہ ان سب باتون کا کر دیا گیا۔

فہرست مضامین فتح المبین فی کشف مکائد غیر المقلدین مع ضمیمہ موسوم بہ تنبیہ الوہابیین

حدیث کے اور معارض ہو اُس قول کے جو امام شافعی نے امام احمد سے کہا تھا کہ تم اخبار صحیحہ ہمسے زیادہ جانتے ہو
جب کوئی خبر صحیح ہو تو مجکو تبلا دینا تا کہ مین کسی کوفی یا بصری یا شامی سے جا کر تحقیق کر لون پس امام شافعی نے
کیون نہین کہا کہ اُن لوگون کو کیسے وہ خبر پہونچ سکتی ہو کہ اہل حرمین اُس سے ناواقف ہون اور وجہ اسکی
یہ ہو کہ صحابہ اور شہرون مین خصوصًا عراق مین چلے گئے تھے کہا علامہ عجلی نے اپنی تاریخ مین کہ کوفے
مین ڈیڑھ ہزار صحابہ اور قرقیسا مین چھ سو صحابہ جا بسے تھے انتہی اور علامہ عینی کا معترض صاحب نے جو
قول نقل کیا ہو کہ مرسل حدیث ہمارے یہان حجت ہو اس سے حنفیہ پر حصر نہین سمجھا جاتا بلکہ اکثر کا یہی مذہب ہی
کہ مرسل حدیث حجت ہوتی ہو چنانچہ شرح مسلم مین ہو وَذَهَبَ مَالِكٌ وَأَبُوحَنِيفَةَ وَأَحْمَدُ وَأَكْثَرُ
الْفُقَهَاءِ إِلَى جَوَازِ الْاِحْتِجَاجِ بِالْمُرْسَلِ یعنی امام مالک اور امام ابوحنیفہ اور امام احمد اور اکثر فقہا
اس طرف گئے ہین کہ مرسل حدیث سے حجت پکڑنی جائز ہو انتہی اور حدیث قلتین کو بعض نے اگر باعتبار
بعض اسناد کے صحیح کہدیا تو اس سے مطلقًا صحت کہان سے لازم آئی ضعف کے بہت وجوہ ہین متن اور
اسناد کے اضطراب سے بھی ضعف ہو جاتا ہو علی ہذا القیاس راویون کے مطعون ہونے سے اور اعضال اور
تحریف اور تدلیس اور شذوذ اور تصحیف اور ابہام فی المعنی اور علت وغیرہ سے بھی ضعف ہو جاتا ہو فقط
اسناد کے جید ہونے سے کیا کام چلتا ہو جب تک کہ یہ تمام وجوہ ضعف معدوم نہون باقی رہا عمل کر لینا
سو ضعیف حدیثون پر برابر محدثین عمل کرتے آئے ہین اُن کے عمل سے صحت پر کیونکر استدلال ہو سکتا ہی
دیکھو ترمذی مین لکھا ہو کہ رد نکاح ابوالعاص بن ربیع کی حدیث جو عمرو بن شعیب سے روایت ہو اسکو
محدثین ضعیف کہتے ہین اور ابن عباس سے جو روایت ہو اسکو اجود اسنادًا کہا ہو اور پھر یہ بھی لکھدیا ہی
کہ عمل عمرو بن شعیب کی حدیث پر ہو پس عجب تماشے کی بات ہو کہ خود تو جس حدیث پر چاہین عمل کر لین
اور صحیح حدیث کو چھوڑ دین اور دوسرون پر اعتراض ہو ہ چہ دلاور ست دزدی کہ بکف چراغ دارد ؂
محمد بن اسحق وغیرہ کی روایت کو مقبول نہین جانتے مگر جب اُنسے موافق اپنے مذہب کے روایت آتی ہو تو
اسکو قبول کر لیتے ہین اور دوسرے جب اُسی راوی کی روایت بیان کرتے ہین تو بوجہ مخالفت مذہب اپنے
کے اسمین ضعف تبلا دیتے ہین اپنے آپ کتابین اسماء الرجال کی تصنیف کی ہین جیسا مناسب سمجھا لکھ دیا
اُس سے سند پیش کر دیتے ہین کہ دیکھو فلانے شخص نے اس راوی کو ضعیف لکھا ہو گویا تمام دارومدار دین کا
صحت اور ضعف روات پر قرار دیا ہو اور ائمہ کی تنقیح اور تلاش سب طاق پر رکھدی وہ جس حدیث سے

اخذ کرین اُسکو اپنی اصطلاح سے باطل کر دیتے ہین اور خود خواہ سفید کرین یا سیاہ سب کا لوحی من السماء ہو کوئی حق و باطل کا
بتانے والا نہین خصوصًا جہان کہین شل نواب بھوپال کے کسی میر کو لامذہب دیکھا تو وہان رد ٹیون کا مذہب اختیار کیا
اور وہان مین ہان ملانے لگے اور اُن کے ساتھ آپ بھی ائمہ مجتہدین پر تبرے کا راگ گانے لگے ہ جو جفا کرتے
ہو کہتے ہین بجا کرتے ہو ؂ کوئی اتنا نہین کہتا کہ یہ کیا کرتے ہو پس تعجب ہو کہ حضرات ظاہریہ محض بوجہ تقلید صاحب
معیار کے ضعیف حدیث پر عمل کر لیں اور مقلدین اگر اپنے امام کی صحیح حدیث پر عمل کرین تو وہ خلاف خدا و رسول
ہو جائین حالانکہ قلتین کی حدیث کو حافظ ابن عبدالبر اور قاضی اسمٰعیل اور ابوبکر بن عربی اور ابن مدینی شیخ بخاری
اور ابوداود اور امام غزالی اور امام رویانی نے ضعیف کہا ہو اور بنایہ مین لکھا ہو قَالَ ابْنُ حَزْمٍ لَا حُجَّةَ لَهُمْ
فِي حَدِيثِ الْقُلَّتَيْنِ لِأَنَّهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ لَمْ يُحَدِّدْ مِقْدَارَ الْقُلَّتَيْنِ یعنی کہا ابن حزم ظاہری نے کہ
حجت انکی حدیث قلتین مین نہین ہو سکتی اسلیے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مقدار قلتین کی حد نہین بیان کی
انتہی پھر اسکی اسناد مین علحدہ اضطراب ہو اور متن مین الگ کوئی دو قلہ اور کوئی تین قلہ اور کوئی چالیس قلہ اور
کوئی چالیس غرب روایت کرتا ہو پھر معنی بھی قلہ کے مختلف کوئی معنی خاص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی
نہین پھر بھی اسکو حجت گردانا اور فقط تابعی کے قول سے ایک معنی متعین کر لینا محض خانہ ساز باتین ہین اور
مقلدین کو بہکانے کی حکایتین ہین وَمَا أَنْزَلَ اللّٰهُ بِهَا مِنْ سُلْطَانٍ اور قلال ہجر کی حدیث جو امام شافعی سے
منقول ہو اسکی اسناد منقطع ہو اور راوی اُسکے مجہول ہین اسلیے کہ امام شافعی یون لکھتے ہین أَخْبَرَنِي مُسْلِمُ
بْنُ خَالِدٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ بِإِسْنَادٍ لَا يَحْضُرُنِي یعنی مجکو مسلم بن خالد نے ابن جریج کی روایت سے
خبر دی ایسی اسناد سے جو مجکو یاد نہین انتہی اور علامہ عینی لکھتے ہین کہ اُن کے اصحاب نے کہا کہ یہ حدیث نہ انکو یاد ہوئی
اور نہ کبھی یاد ہوگی اور شیخ تقی الدین کتاب امام مین لکھتے ہین کہ اسمین دو امر ہین ایک یہ کہ جو اسناد انکو یاد نہ تھی اسکے
رجال مجہول ہین پس منقطع ہوئی پس اُس سے حجت قائم نہین ہو سکتی اور دوسرے یہ کہ قول انکا جو حدیث مین قلال ہجر
کہا ہو اُس سے وہم ہوتا ہو کہ یہ لفظ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہو حالانکہ ابن جریج کی روایت مین قول غیر
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہو اور مین کہتا ہون کہ اُن کے شیخ مسلم بن خالد کو ایک جماعت نے کہ انہین سے بیہقی
بھی ہین ضعیف کہا ہو انتہی اب غور کیجیے کہ جس حدیث مین اتنی علتین پائی جائین اُسکو حجت گرداننا کسیطرح ممکن نہین
خصوصًا حضرات ظاہریہ سے بہت بعید ہو ہان اگر تقلید کا اقرار کرین تو یہ بات اور ہو ظاہریہ کیساہی تقلید کا انکار
کرین مگر بغیر تقلید ہم دیکھتے ہین کہ کوئی بات نہین کہسکتے اور تعجب ہو کہ اُنھون نے صحیح حدیث کو جس مین

پانی مین پیشاب کرنے کی ممانعت ہی اور ہاتھ ڈالنے سے نہی فرمائی ہی ضعیف حدیث سے خاص کر لیا حالانکہ ٹھہرے ہوئے پانی مین پیشاب کرنا اور ہاتھ ڈالنا منع ہی جب تک کہ اسکو ماء جاری کا حکم حاصل نہو لیجئے صحیحین تو صریح حدیثین بخاری و مسلم کی موجود تھیں اور خود امام بخاری اور ابو داود کے استاذ ابن مدینی جو علل حدیث کی مہارت تام رکھتے ہین اس حدیث کو ضعیف کہتے ہین پھر بھی حضرات ظاہریہ نے فقط بوجہ اصرار صاحب معیار الیسی تقلید جامد کو کام فرمایا ہی کہ صحیحین کی حدیثون کو بھی بالاے طاق رکھدیا اور دہ دردہ جو معترض صاحب نے بیان کیا وہ مذہب امام محمد کا تھا پھر اس سے اُنھون نے رجوع کر لیا چنانچہ فتح القدیر مین لکھا ہی قَالَ الْحَاکِمُ قَالَ اَبُوْ عِصْمَةَ کَانَ مُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ یُوَقِّتُ فِیْ ذٰلِكَ عَشَرَةً فِیْ عَشَرَةٍ ثُمَّ رَجَعَ اِلٰی قَوْلِ اَبِیْ حَنِیْفَةَ وَقَالَ لَا اُوَقِّتُ شَیْئًا یعنی کہا حاکم نے کہا ابو عصمہ نے کہ امام محمد اسمین دہ دردہ کی مقدار متعین کرتے تھے پھر اُنھون نے امام ابو حنیفہ رہ کے قول کی طرف رجوع کیا اور کہا مین کوئی مقدار معین نہین کرتا انتہی پس امام صاحب تو اسیوجہ سے مقدار معین نہین کرتے اور راے مبتلی بہ پر چھوڑتے ہین کہ شرع مین کوئی مقدار معین نہین آئی اور یہی حنفیہ کے نزدیک مذہب صحیح اور قوی ہی چنانچہ ابن ہمام اور شمس الائمہ وغیرہ نے تصریح کر دی ہی اور کرخی اور صاحب عنایہ و ینابیع وغیرہم کا یہی مسلک مختار ہی پس حنفیہ سے دہ دردہ کی حدیث طلب کرنی غایت درجہ کی حماقت اور جہالت ہی البتہ اگر حنفیہ اس سرکا اشتہار دین کہ ظاہریہ قلتین کی حدیث کی سواے اسناد کے اور سب وجوہ سے صحت ثابت کر دین یا اہل حدیث کسی حدیث صحیح یا ضعیف سے ثابت کر دین تو دس ہزار روپیہ انعام حق سعی کے مستحق ہونگے تو بیشک اُنکو زیبا ہی اور دس ہزار کیا اگر بیشمار روپیہ صرف کرینگے تو بھی ممکن نہین کہ حضرات ظاہریہ قلتین کی حدیث کی صحت بجمیع الوجوہ ثابت کر دین اور وہ بیچارے کس شمار مین ہین کہ یہ پڑی اور کیا تدبیر کا شور ہا اگر مشرق اور مغرب کے تمام علما جمع ہو جائین تو بھی صحت ثابت نہین کر سکتے اور حدیث اَلْمَاءُ طَهُوْرٌ لَا یُنَجِّسُهٗ شَیْءٌ کو اگر خاص بیر بضاعہ مین لیا جائے تو ظاہر ہی کہ وہ پانی باغون مین جاری تھا اور جاری پانی ناپاک نہین ہوتا اور اگر اعتبار عموم الفاظ کا کیا جاے تو یہ حدیث اُس صحیحین کی حدیث سے جسمین پیشاب کی ممانعت اور ہاتھ ڈالنے کی نہی وارد ہی منسوخ ہو جائیگی غرض حنفیہ پر اسمین کوئی اعتراض نہین البتہ اعتراض اُنپر ہی جو خلاف حکم خدا و رسول اپنی طرف سے قلہ کے معنے متعین کر لیتے ہین اور اُسکو حدیث ٹھیراتے ہین پھر مزید برآن مذہب حق پر اعتراض بھی کرنے کو موجود ہو جاتے ہین یا اللہ مین تجکو گواہ کرتا ہون کہ میرا یہ ہرگز عقیدہ نہین کہ کسی امام نے حدیث اور قرآن کا خلاف کیا اور نہ مین کسیکو سلف اور

خلف مین سے برا جانتا ہون حضرات ظاہریہ کے توہمات فاسدہ سے سب بری تھے اُنکے برا کہنے سے وہ ہرگز برے نہین ہو سکتے بلکہ یہ خود آپ برے ہین ؎ دشنام اگر یونہی مجھے دیگا تو رات دن ٭ بگڑیگا کیا مرا تری ہوگی زبان خراب ٭ **قال** علاوہ اسکے حنفیہ کس منہ سے قلتین کی حدیث کو مضطرب کہتے ہین انکے امام کے نزدیک تو جسقدر ضعیف اور مرسل حدیثین ہین سب عمل کے لائق ہین چنانچہ عقود الجواہر المنیفہ فی ادلہ مذہب الامام ابی حنیفہ مین لکھا ہی وَمِمَّا یُرْوٰی عَنْهُ اَنَّهٗ کَانَ یَقُوْلُ ضَعِیْفُ الْحَدِیْثِ اَحَبُّ اِلَیَّ مِنْ اٰرَاءِ الرِّجَالِ الخ **اقول** سبحان اللہ واہ مؤلف صاحب کی عبارت دانی اور معنی فہمی کا حال اور استعداد علمی کا کمال معلوم ہو گیا سچ ہی ؎ اگر ہوتا زمانے مین حصول علم بے محنت ٭ تو بس ساری کتابین ایک جاہل دھو کے پیجاتا ٭ اس عقود الجواہر کی عبارت سے استدلال حنفیہ کے عمل کرنے پر ساتھ حدیث ضعیف کے مطلقا ہرگز ثابت نہین ہو سکتا بلکہ اس عبارت سے تو فرقہ ظواہریہ اور گروہ وہابیہ کے قول کی رد نکلتی ہی کہ وہ بمقابلہ اپنے عامل بالحدیث ہونے کے تعصبا اور طنزا امام صاحب اور مقلدین حنفیہ کو عاملین بالراے اور اہل الراے سے شمار کرتے ہین سو اس عبارت مین امام صاحب کی طرف سے اسکا جواب ہی کہ ہم ایسے عامل بالحدیث اور کلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دوست رکھنے والے ہین کہ اگر حدیث ضعیف بھی ہو تو بھی ہم اسکو بمقابلہ آراے رجال کے بہتر جانتے ہین اور مانتے ہین نہ یہ کہ صحیح اور قوی احادیث کو چھوڑ کر محض راے پر چلین ؎ ببین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا ٭ چنانچہ مولوی بدیع الزمان لامذہب برادر کلان مذہب غیر مقلد مگر مقلد نواب صاحب میر بھوپال نے اپنی کتاب فتح المبین علی رد مذاہب المقلدین مطبوع لاہور مین از راہ تعصب و نفسانیت کے جابجا لکھا ہی کہ مقلدین نے سنن صحیحہ صریحہ اور نصوص قطعیہ محکمہ کو رد کر دیا اور چھوڑ دیا ہی حالانکہ اسکے مصداق پورے پورے لامذہب ہین نہ مقلدین انشاء اللہ تعالی اس کتاب کا جواب بھی دندان شکن عنقریب ہم لکھینگے اور ساری قلعی ان لامذہبون کے مکائد کی کھول دینگے ؎ شل رقیب جھوٹھ کے ہم آشنا نہین ٭ جو راست راست بات ہو کہدین ہزار ہین ٭ **قال** اور ایک مغالطہ مقلدین اہل حدیث پر چلنے والون کو یہ دیتے ہین کہ قرآن اور حدیث کا ایسا کوئی مسئلہ نہین ہی جو کہ مجتہدان کو نہ ملا ہو یا اُنھون نے کسی مسئلے پر قرآن و حدیث کے خلاف عمل کیا ہو سو جواب اسکا یہ ہی کہ یہ بات بالکل غلط ہی اگر کوئی شخص تامل کرے تو اکثر پاویگا کہ ایک طرف تو حدیث صحیح ہی اور ایک طرف راے امام کی ہی اُس حدیث صحیح کے مخالف اور فتوی امام کی راے پر ہی چنانچہ مشتے نمونہ خروارے چند قول اُنکے بیان

نقل کرتا ہون دیکھ لیجیے مسئلہ اول اور ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف قرآن اور حدیث کے یہ ہی جو کہ فقہ اکبر
اور شرح عقائد نسفی مین لکھا ہی اَلْاِیْمَانُ ھُوَ الْاِقْرَارُ وَالتَّصْدِیْقُ وَاِیْمَانُ اَھْلِ السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ
لَا یَزِیْدُ وَلَا یَنْقُصُ یعنی ایمان اقرار ہی اور تصدیق ہی اور ایمان اہل آسمان و زمین کا نہین زیادہ
ہوتا اور نہین کم ہوتا انتہی امام اعظم نے خلاف کیا ہی اس مسئلے مین کلام اللہ کی صریح کئی آیتون کا بھی
اور حدیثون کا بھی اس لیے کہ ایمان بڑھتا بھی ہی اور کم بھی ہوتا ہی چنانچہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے
وَاِذَا تُلِیَتْ عَلَیْھِمْ اٰیٰتُہٗ زَادَتْھُمْ اِیْمَانًا یعنی جب پڑھی جاتی ہین اوپر اُن کے نشانیان اُسکی
زیادہ کرتی ہین انکو ایمان **اقول** یہان نزاع لفظی ہی اسمین مخالفت قرآن اور حدیث کی مطلق
نہین پائی جاتی تفصیل اس اجمال کی یہ ہی کہ ایمان کے معنی جیسا کہ متاخرین حنفیہ کے کتب مین ہین
فقط تصدیق قلبی کے ہین اور اقرار کو احکام معاملات دنیوی مین ضروری للہ داخل ایمان جانتے ہین چنانچہ
آیات قرآنی اسپر شاہد ہین فرمایا اللہ تعالیٰ نے اُولٰٓئِکَ کَتَبَ فِیْ قُلُوْبِھِمُ الْاِیْمَانَ یعنی یہی لوگ ہین
کہ جنکے دلون مین اللہ نے ایمان کو ثابت کر دیا ہی وَقَلْبُہٗ مُطْمَئِنٌّ بِالْاِیْمَانِ یعنی دل اُسکا مطمئن
ہی ساتھ ایمان کے وَلَمَّا یَدْخُلِ الْاِیْمَانُ فِیْ قُلُوْبِکُمْ یعنی نہین داخل ہوا ایمان تمھارے دلون مین
قَالَتِ الْاَعْرَابُ اٰمَنَّا قُلْ لَّمْ تُؤْمِنُوْا وَلٰکِنْ قُوْلُوْٓا اَسْلَمْنَا یعنی کہا بدوی نے جو منافق تھے
ایمان لائے ہم تو کہدے کہ تم ایمان نہین لائے دل سے لیکن کہو کہ اسلام لائے ہم یعنی ظاہر مین منقاد
و مطیع ہو گئے اور احادیث سے بھی یہی معلوم ہوتا ہی چنانچہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسامہ
سے جسوقت انھون نے قتل کیا ایک شخص کو کہ اُسنے لا الٰہ الا اللہ کہا تھا ھَلَّا شَقَقْتَ قَلْبَہٗ
فَنَظَرْتَ اَصَادِقٌ ھُوَ اَمْ کَاذِبٌ یعنی کیون نہ چیر کر دیکھ لیا تو نے دل اُسکا کہ وہ سچا ہے یا جھوٹھا
وَالْاِیْمَانُ اَنْ تُؤْمِنَ بِاللّٰہِ وَمَلٰٓئِکَتِہٖ وَکُتُبِہٖ وَرُسُلِہٖ یعنی ایمان یہ ہی کہ تصدیق کرے تو
اللہ کی اور اُسکے فرشتون کی اور اُسکی کتابون کی اور اُسکے رسولون کی یہ چند آیتین اور حدیثین ہمنے
لکھدی ہین ورنہ اور بہت سی سندین قرآن اور حدیث مین اسکی موجود ہین جن سے معلوم ہوتا ہی کہ
ایمان کا تعلق قلب ہی سے ہی اور امام اعظم کی عبارت سے معلوم ہوتا ہی کہ اُن کے نزدیک ایمان
عبارت ہی تصدیق قلبی اور اقرار زبانی سے اور محدثین کے نزدیک ایمان کے معنی تصدیق و اقرار
اور عمل کے ہین اور قرآن اور حدیث مین بھی ایمان بایں معنی آیا ہی اسیوجہ سے حنفیہ اور

شافعیہ مین اختلاف ہوا کہ آیا ایمان زیادہ اور کم ہوتا ہی یا نہین پس محدثین چونکہ عمل کو بھی داخل
ایمان کر چکے تھے اس لیے وہ زیادتی اور کمی ایمان کے قائل ہوئے چنانچہ اس آیت کو وہ اپنے قول کی
سند لاتے ہین امام رازی شافعی تفسیر کبیر مین لکھتے ہین فَقَدِ احْتَجُّوْا بِھٰذِہِ الْاٰیَۃِ مِنْ وَّجْھَیْنِ
الْاَوَّلُ اَنَّ قَوْلَہٗ زَادَتْھُمْ اِیْمَانًا یَدُلُّ عَلٰٓی اَنَّ الْاِیْمَانَ یَقْبَلُ الزِّیَادَۃَ وَلَوْ کَانَ الْاِیْمَانُ
عِبَارَۃً عَنِ الْمَعْرِفَۃِ وَالْاِقْرَارِ لِمَا قَبِلَ الزِّیَادَۃَ یعنی تحقیق حجت گردانا انھون نے اس آیت کو
دو وجہون سے اول یہ کہ قول اللہ تعالیٰ کا زَادَتْھُمْ اِیْمَانًا اسپر دلالت کرتا ہی کہ ایمان زیادتی قبول
کرتا ہی اور اگر ایمان عبارت ہوتا تصدیق اور اقرار سے تو البتہ زیادتی نہ قبول کرتا انتہی اس عبارت سے
معلوم ہوا کہ جو معنی ایمان کے امام صاحب لیتے ہین وہ ہرگز زیادتی اور کمی قبول نہین کر سکتے جتنی آیتین
آپ نے بیان کین سب مین ایمان سے ارکان ثلاثہ مذکورہ مراد ہین اگر یہ معنی ایمان کے آپ مراد لیتے ہین
تو بجا ہی سوان معنون سے امام صاحب ایمان کی کمی اور بیشی کا انکار نہین کرتے اور اگر صرف تصدیق
یا مجموع اقرار و تصدیق کے معنی لیے جائین جیسا کہ مذہب امام صاحب کا ہی تو معنی آیت کے یہ ہونگے
جو تفسیر کبیر مین لکھے ہین اور امام صاحب سے بھی یہی معنی منقول ہین وَالْوَجْہُ الثَّانِیْ مِنْ
زِیَادَۃِ التَّصْدِیْقِ اَنَّھُمْ یُصَدِّقُوْنَ بِکُلِّ مَا یُتْلٰی عَلَیْھِمْ مِنْ عِنْدِ اللّٰہِ وَلَمَّا کَانَتِ
التَّکَالِیْفُ مُتَوَالِیَۃً فِیْ زَمَنِ الرَّسُوْلِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مُتَعَاقِبَۃً فَعِنْدَ حُدُوْثِ
کُلِّ تَکْلِیْفٍ کَانُوْا یَزِیْدُوْنَ تَصْدِیْقًا وَاِقْرَارًا وَمِنَ الْمَعْلُوْمِ اَنَّ مَنْ صَدَّقَ اِنْسَانًا فِیْ
شَیْئَیْنِ کَانَ تَصْدِیْقُہٗ لَہٗ اَکْثَرَ مِنْ تَصْدِیْقِ مَنْ صَدَّقَہٗ فِیْ شَیْءٍ وَّاحِدٍ وَقَوْلُہٗ وَاِذَا
تُلِیَتْ عَلَیْھِمْ اٰیٰتُہٗ زَادَتْھُمْ اِیْمَانًا مَعْنَاہُ اَنَّھُمْ کُلَّمَا سَمِعُوْا اٰیَۃً جَدِیْدَۃً اَتَوْا بِاِقْرَارٍ
جَدِیْدٍ فَکَانَ ذٰلِکَ زِیَادَۃً فِی الْاِیْمَانِ وَالتَّصْدِیْقِ یعنی دوسری وجہ زیادتی تصدیق کی یہ ہی
کہ وہ تصدیق کرتے ہین کل اُس شی کی جو پڑھی جاتی ہی اُنپر اللہ کی طرف سے اور جبکہ تھین تکلیفین زمانہ رسالت پناہ
مین پے در پے اور یکے بعد دیگرے پس وقت حدوث ہر تکلیف کے زیادہ کرتے تھے وہ تصدیق اور اقرار
اور ظاہر ہی یہ کہ جو شخص تصدیق کرے کسی انسان کی دو امر مین زیادہ ہی یہ تصدیق اُس شخص کی تصدیق سے
کہ ایک امر مین تصدیق کرے اور قول جناب باری وَاِذَا تُلِیَتْ الآیۃ یہ معنی ہونگے کہ جب وہ سنتے ہین کوئی
آیت جدید کرتے ہین اقرار جدید پس ہوگی یہ زیادتی ایمان مین اور تصدیق مین دوسری جگہ کہتے ہین